INTERNATIONAL JOURNAL OF SOCIAL SCIENCES BULLETIN
ISSN: (E) 3007-1917 (P) 3007-1909
Volume 3, Issue 4, 2025

عبدالرحمن الکواکبی اور فلسفۂ سیاست: استبداد کی جڑیں اور حریت کا راستہ

AL-KAWAKIBI AND POLITICAL PHILOSOPHY: THE ROOTS OF DESPOTISM AND THE PATH TO LIBERTY

Dr Saifullah Al-Azhari[*1], Maryam Sarfaraz[2]

[*1]*Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Peshawar*
[2]*MS Scholar, Department of Islamic Studies, University of Peshawar*

[*1]saifullahisl@uop.edu.pk, [2]maryam.sarfaraz301093@gmail.com

Corresponding Author: *
Dr Saifullah Al-Azhari
DOI: http://doi.org/10.5281/zenodo.19045285

Received	Accepted	Published
13 February 2025	25 March 2025	12 April 2025

ABSTRACT

This article examines the life and intellectual legacy of Abd al-Rahman al-Kawakibi (1855–1902), a foundational figure in modern Arabic and Islamic reformist thought. Al-Kawakibi is distinguished as one of the first thinkers to identify "political despotism" (Istibdad) as the primary catalyst for the decline of the Muslim Ummah. Through a detailed analysis of his two seminal works, Tabai' al-Istibdad (The Natures of Despotism) and Umm al-Qura (The Mother of Cities), the text explores how tyranny systemically corrupts religion, knowledge, morality, and the economy.

The study highlights al-Kawakibi's "surgical" deconstruction of the dictator's psyche—noting that a tyrant's power is derived solely from the disunity and ignorance of the masses. Furthermore, it outlines his strategic framework for liberation, which emphasizes three core principles: fostering a collective consciousness of oppression, prioritizing gradual intellectual reform over violent upheaval, and establishing a constitutional, consultative (Shura) system as a prerequisite for change.

Finally, the article touches upon al-Kawakibi's visionary proposal for an Islamic Federation and a Spiritual Caliphate, arguing that his insights into human rights and constitutional governance remain strikingly relevant to the contemporary socio-political challenges facing the Arab and Islamic world.

Keywords: *Political despotism, Spiritual Caliphate, Liberty*

INTRODUCTION

عبد الرحمن الکواکبی (1855 - 1902) حلب (شام) میں پیدا ہوئے اور وہ جدید عربی فکر کے ان چند اکابرین میں سے ہیں جنہوں نے امتِ مسلمہ کے زوال کا سب سے بڑا سبب "سیاسی آمریت" یا "استبداد" کو قرار دیا۔ آپ ایک سیاح، بلند پایہ ادیب اور مصلحِ تھے۔ وہ حلب میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے حلب میں 'الشہباء' اخبار جاری کیا جسے حکومت نے بند کر دیا، پھر 'الاعتدال' نکالا، وہ بھی بند کر دیا گیا۔ انہیں کئی اہم سرکاری عہدے تفویض کیے گئے، لیکن اصلاح پسندی کی وجہ سے استبداد کے حامی ان کے دشمن ہو گئے؛ ان پر حملے ہوئے، قید کیا گیا اور ان کا مال و متاع ضائع ہو گیا۔ بالآخر وہ ہجرت کر کے مصر چلے گئے۔ انہوں نے عرب ممالک، مشرقی افریقہ اور ہندوستان کے کچھ حصوں کے دو بڑے تعلیمی و سیاسی دورے کیے۔ وہ وفات تک قاہرہ میں مقیم رہے۔

الکواکبی کے نزدیک "ظلم و استبداد ہی عوام کے زوال اور پسماندگی کی جڑ ہے" اور اس کا سب سے بڑا مظہر حکومتوں کا جبر ہے۔ ان کے خیال میں سیاسی استبداد کا واحد علاج 'آئینی شوریٰ' ہے۔ اپنی کتاب کے آغاز میں انہوں نے اسی نکتے پر بحث کی ہے اور پھر پوری کتاب میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

کتاب میں ان لوگوں کی حالتِ زار بیان کی گئی ہے جو ایک
جابر اور ظالم حکمران کے زیر سایہ رہتے ہیں۔ ایسا حکمران اپنی قوم کی جہالت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور معاملات کو حکمت کے بجائے اپنی خواہشات کے مطابق چلاتا ہے۔ مظلوم عوام جہالت اور پست ہمتی کی وجہ سے فکری و اخلاقی آزادی سے دور ہو جاتے ہیں، لیکن حیرت انگیز طور پر وہ خود کو آزادی کا خواہشمند ظاہر کرتے ہیں۔ حقیقت میں وہ آزادی کے اصل معنی سے ناواقف ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے کبھی باوقار زندگی کی نعمتوں کا ذائقہ نہیں چکھا ہوتا۔
جو کوئی بھی الکواکبی کی کتاب پڑھتا ہے، وہ استبدادی حکومت کی تفصیلات کی درستگی پر حیران رہ جاتا ہے؛ گویا یہ سطریں ایک صدی قبل نہیں بلکہ آج لکھی گئی ہوں۔ ایسا لگتا ہے جیسے مصنف ہمارے حال میں جی رہا ہو اور عرب و اسلامی دنیا کی موجودہ پریشانیوں کا گواہ ہو، جہاں آمرانہ حکومتیں اب بھی عوام کی عزت پامال کرتی ہیں اور ان کے حقوق غصب کرتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ناانصافی اور انسان کو انسان کا غلام بنانا، زمانہ بدلنے کے باوجود قوموں کی تباہی کا مستقل سبب ہے۔
کتاب کا قاری اس بات پر بھی حیران ہو سکتا ہے کہ عوام انقلابی کوششوں کے باوجود ظالم حکمرانوں سے نجات پانے میں کیوں ناکام رہتے ہیں؟ کتاب کا آخری باب اس سوال کا تسلی بخش جواب فراہم کرتا ہے۔ الکواکبی کے نزدیک استبداد سے چھٹکارا تین اصولوں پر مبنی ہے:
پہلا قاعدہ: "جس قوم کے اکثر یا تمام افراد ظلم کی تکلیف محسوس نہیں کرتے، وہ آزادی کی مستحق نہیں ہے۔"
دوسرا قاعدہ: "استبداد کا مقابلہ طاقت سے نہیں بلکہ نرمی اور بتدریج (اصلاح) سے کیا جانا چاہیے۔"
تیسرا قاعدہ: "ظلم کو ختم کرنے سے پہلے ہمیں اس کے متبادل (نظام) کی تیاری کر لینی چاہیے۔"
مصنف نے ہر اصول کی تفصیلی وضاحت کی ہے۔ چونکہ قوم کا انقلاب تعلیم یافتہ اور باشعور افراد سے شروع ہوتا ہے، اس لیے الکواکبی نے ایک مصلح اور رہبر کی ضروری خصوصیات بھی بیان کی ہیں۔
"طبائع الاستبداد ومصارع الاستعباد" ادبی چاشنی سے بھرپور اور ایک آسان فہم کتاب ہے جس میں الکواکبی نے ظلم کے مختلف پہلوؤں کو بے نقاب کیا ہے۔ انہوں نے حاکم، علماء، سائنس، مذہب، اخلاقیات اور مال و دولت کا استبداد کے ساتھ تعلق واضح کیا ہے اور اس 'ابدی لعنت' سے بچنے کا راستہ دکھایا ہے۔
الکواکبی کا فکر محض سطحی اصلاحات کا حامی نہیں تھا، بلکہ انہوں نے معاشرے کے ہر شعبے پر استبداد کے اثرات کا نقشہ کھینچا:
عقل پرستی اور بیداری: وہ مانتے تھے کہ جب تک قوم ذہنی غلامی سے آزاد نہیں ہوگی، وہ سیاسی آزادی حاصل نہیں کر سکتی۔
اصلاحِ دین: ان کے نزدیک سچا دین آزادی کا درس دیتا ہے، جبکہ مستبد حکمران دین کو "عوام کو سُلانے" کے لیے استعمال کرتے ہیں۔
عرب مرکزیت: الکواکبی کا خیال تھا کہ اسلام کی روح کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے عربوں کو اپنی فکری قیادت دوبارہ سنبھالنی ہوگی (جیسا کہ ان کی کتاب "أم القرى" میں درج ہے)۔

کتاب "طبائع الاستبداد" کے بنیادی محاور

کواکبی نے اس کتاب میں استبداد (Tyranny) کا ایک سرجن کی طرح آپریشن کیا ہے:
الف: استبداد اور دین(Theology of Tyranny)
الکواکبی لکھتے ہیں کہ مستبد حکمران ہمیشہ "مذہبی لبادہ" اوڑھتا ہے۔ وہ خدا کی صفات (کبریائی اور حاکمیتِ مطلقہ) کو اپنے لیے استعمال کرتا ہے تاکہ عوام اسے "سایہِ خدا" سمجھ کر اس کی پوجا کریں اور اس کے خلاف آواز اٹھانا "کفر" سمجھا جائے۔
ب: استبداد اور علم(War on Knowledge)
مستبد حکمران طبیعیات، طب یا کیمیا سے نہیں ڈرتا، بلکہ وہ "حقائق کے علوم" (سیاسیات، فلسفہ، سماجیات) سے ڈرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ قوم جاہل رہے تاکہ وہ ان کے حقوق غصب کر سکے۔
ج: استبداد اور اخلاق(Ethical Decay)
الکواکبی کے مطابق استبداد اخلاق کو تباہ کر دیتا ہے۔ جھوٹ، منافقت، چاپلوسی اور بزدلی معاشرے میں "ہنر" بن جاتے ہیں، جبکہ سچائی اور جرات "جرم" قرار دی جاتی ہے۔
د: استبداد اور مال(Economic Plunder)
حاکمِ وقت عوام کے خون پسینے کی کمائی کو اپنا مال سمجھتا ہے اور اسے اپنی عیاشیوں اور اپنے وفاداروں (حاشیہ نشینوں) پر لٹاتا ہے، جس سے ملک معاشی طور پر کھوکھلا ہو جاتا ہے۔

نجات کا راستہ (کواکبی کا حل)

الکواکبی نے استبداد سے نجات کے لیے تین سنہری اصول دیے:
احساسِ زیاں: جب تک پوری قوم یہ محسوس نہ کرے کہ وہ غلام ہے، نجات ممکن نہیں۔
تعلیم و تربیت: استبداد کا مقابلہ طاقت سے نہیں بلکہ علم اور شعور سے کیا جائے (تاکہ ایک مستبد کے جانے کے بعد دوسرا نہ آ جائے)۔
تبدیلی کی تیاری: انقلاب سے پہلے متبادل نظام (مشاورت اور دستور) تیار ہونا چاہیے۔

INTERNATIONAL JOURNAL OF SOCIAL SCIENCES BULLETIN
ISSN: (E) 3007-1917 (P) 3007-1909
Volume 3, Issue 4, 2025

عبد الرحمن الکواکبی کے افکار ان کے اقوال میں اس طرح
سموئے ہوئے ہیں کہ وہ آج بھی سیاسی شعور بیدار کرنے کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ان کی تحریروں سے منتخب کردہ چند اہم ترین اقوال کی مختصر تشریح درج ذیل ہے:

1 - استبداد اور عوام کا تعلق

"المستبد فرد عاجز، لا حول له ولا قوة إلا بأعوانكم، ولا غلبة له إلا بفرقتكم."

ترجمہ: "مستبد (ڈکٹیٹر) اپنی ذات میں ایک عاجز اور بے بس فرد ہے، اس کے پاس کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر وہ جو تم (عوام) اسے فراہم کرتے ہو، اور اسے تم پر غلبہ حاصل نہیں ہوتا مگر تمہاری نااتفاقی کی وجہ سے۔"
طاقت کا اصل سرچشمہ عوام ہیں، حکمران صرف عوام کی تقسیم کا فائدہ اٹھاتا ہے۔

2- علم اور آمریت کی دشمنی

"ترتعد فرائص المستبد من علوم الحقائق، كالحكمة النظرية، والسياسة المدنية، والتاريخ العام، والفلسفة العقليّة."

ترجمہ: "مستبد کے ہاتھ پاؤں ان علوم (سچائی کے علوم) سے کانپنے لگتے ہیں جو حقائق کھولتے ہیں، جیسے نظریاتی دانائی، شہری سیاست (سیاسیات)، عالمی تاریخ اور عقلی فلسفہ۔"
آمریت ہمیشہ شعور اور فکرِ نو سے ڈرتی ہے، اسی لیے وہ تعلیم کو مخصوص دائروں تک محدود رکھنا چاہتی ہے۔

3- آزادی کی قیمت

"الحرية التي تُجنى بالدم، لا تُصان إلا بالدم."

ترجمہ: "وہ آزادی جو خون دے کر حاصل کی جائے، اس کی حفاظت بھی خون ہی سے ممکن ہے۔"
آزادی محض حاصل کر لینا کافی نہیں، اسے برقرار رکھنے کے لیے مسلسل قربانی اور بیداری کی ضرورت ہوتی ہے۔

4- استبداد اور مذہب کا غلط استعمال

"ما من مستبدّ سياسيّ إلا ويتخذ له صفة قدسيّة يشارك بها الله، أو يعتدّ بأنه صلة بين الله والناس."

ترجمہ: "کوئی بھی سیاسی مستبد ایسا نہیں گزرا جس نے اپنے لیے کوئی مقدس صفت اختیار نہ کی ہو جس کے ذریعے وہ (معاذ اللہ) خدا کی خدائی میں شریک بننے کی کوشش کرتا ہے، یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا اور بندوں کے درمیان ایک واسطہ ہے۔"
آمر ہمیشہ اپنے ظلم کو "مقدس" رنگ دے کر عوام کو خاموش کرانے کی کوشش کرتا ہے۔

5- بزدلی اور غلامی

"الاستبداد يقلب الحقائق في الأذهان، فيسوق الناس إلى اعتقاد أن طالب الحق فاجر، وتارك حقه مُطيع."

ترجمہ: "استبداد ذہنوں میں حقائق کو الٹ دیتا ہے، وہ لوگوں کو اس عقیدے کی طرف ہانکتا ہے کہ اپنے حق کا مطالبہ کرنے والا 'فاسق و فاجر' ہے اور اپنے حق سے دستبردار ہو جانے والا 'فرماں بردار' ہے۔"
آمرت کے سائے میں اخلاقی پیمانے بدل جاتے ہیں، جہاں بزدلی کو صلح جوئی اور حق گوئی کو بغاوت کا نام دیا جاتا ہے۔
الکواکبی کا پیغام واضح ہے: "ظلم کی عمر لمبی نہیں ہوتی اگر قوم بیدار ہو جائے۔"
عبد الرحمن الکواکبی کی دوسری اہم ترین کتاب "أم القرى" (مکہ مکرمہ کا صفاتی نام) ان کے سیاسی و اصلاحی فکری ڈھانچے کا عروج ہے۔ اگر "طبائع الاستبداد" بیماری کی تشخیص تھی، تو "أم القرى" اس کا علاج اور مستقبل کا نقشہ ہے۔
یہ کتاب ایک فرضی "خفیہ کانفرنس" کی روداد ہے جو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی، جس میں دنیا بھر کے 22 مسلم نمائندوں نے شرکت کی تاکہ امت کے زوال کے اسباب اور حل پر بحث کی جا سکے۔

الکواکبی کی مجوزہ "اسلامی ریاست" کا ڈھانچہ

الکواکبی نے اس کتاب میں ایک ایسی ریاست کا تصور پیش کیا جو عصری جمہوریت اور اسلامی اصولوں کا امتزاج ہے:

1- خلافتِ راشدہ کا احیاء (روحانی خلافت)
الکواکبی کا سب سے انقلابی مطالبہ یہ تھا کہ خلافت کو سیاسی آمریت سے نکال کر "روحانی مرکزیت" دی جائے۔
خلیفہ کا انتخاب: خلیفہ مکہ میں قیام پذیر ہو، وہ قریشی ہو اور اس کا انتخاب تمام مسلمان ممالک کے نمائندے کریں۔
اختیارات: خلیفہ کے پاس کوئی فوجی یا انتظامی اختیارات نہ ہوں، بلکہ وہ صرف دینی امور، اخلاقی رہنمائی اور امت کے اتحاد کی علامت ہو۔

2- وفاقی طرزِ حکومت(Federalism)
الکواکبی نے تجویز دی کہ اسلامی دنیا کو مختلف "خودمختار ریاستوں" میں تقسیم ہونا چاہیے:
ہر ملک (جیسے مصر، شام، حجاز، ہند) اپنے داخلی معاملات، فوج، اور معیشت میں مکمل آزاد ہو۔
یہ تمام ریاستیں ایک "اسلامی وفاق (League of Nations)" کی طرح سے جڑی ہوں جس کا مرکز مکہ ہو۔

3- پارلیمانی نظام (الشورى الدستورية)

وہ مطلق العنان بادشاہت کے سخت خلاف تھے:
مجلسِ شوریٰ: ہر ریاست میں ایک منتخب پارلیمنٹ ہونی چاہیے جو حکمران کے فیصلوں کی نگرانی کرے۔
احتساب: حکمران عوام کے سامنے جوابدہ ہو، اور عوام کو اسے ہٹانے کا پورا حق حاصل ہو۔
4- عربوں کی قیادت (مرکزیتِ عرب)
الکواکبی کا ماننا تھا کہ عثمانی ترکوں کے دور میں اسلام پر جو "تصلب" (جمود) آ گیا ہے، اسے صرف عرب ہی ختم کر سکتے ہیں:
ان کے نزدیک عربوں کی زبان، ثقافت اور صحرائی جبلت انہیں اسلام کی اصل روح (سادگی اور آزادی) سے قریب رکھتی ہے۔
عبد الرحمن الکواکبی کی زندگی کا اختتام اتنا ہی ڈرامائی اور پردۂ سیمیں کی طرح تھا جتنی ان کی زندگی کی جدوجہد۔ ان کی وفات محض ایک حادثہ نہیں بلکہ ایک عظیم مفکر کی آواز کو خاموش کرنے کی کوشش سمجھی جاتی ہے۔

الکواکبی کے آخری ایام اور جلاوطنی

الکواکبی کو اپنی حق گوئی کی وجہ سے حلب (شام) میں عثمانی حکمرانوں کے عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔ جب ان کے لیے وہاں زمین تنگ کر دی گئی، تو وہ 1899 میں قاہرہ (مصر) ہجرت کر گئے۔
مصر کا ماحول: اس وقت مصر میں خدیو عباس حلمی دوم کی حکومت تھی اور وہاں برطانوی اثر و رسوخ کی وجہ سے نسبتاً سیاسی آزادی میسر تھی۔
سرگرمیاں: قاہرہ میں انہوں نے مشہور جریدے "المنار" میں مضامین لکھے اور اپنے فکر کو پھیلایا۔ وہ قاہرہ کے ادبی اور سیاسی حلقوں (جیسے "قہوۃ متاتیہ") کی جان بن گئے جہاں ان کی ملاقاتیں جمال الدین افغانی کے شاگردوں اور محمد عبدہ جیسے اکابرین سے رہیں۔
مشکوک وفات: ایک "سیاسی قتل"؟
14 جون 1902 کی رات، قاہرہ کے ایک کیفے میں کافی پینے کے چند گھنٹوں بعد الکواکبی اچانک بیمار ہوئے اور انتقال کر گئے۔ ان کی وفات کے گرد گھومنے والے حقائق درج ذیل ہیں:
زہر کا شبہ: ان کے قریبی دوستوں اور خاندان کا پختہ یقین تھا کہ انہیں زہر دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عثمانی سلطان عبد الحمید ثانی کے جاسوس ان کی سرگرمیوں اور ان کی کتاب "اُم القری" سے سخت خوفزدہ تھے، جس میں انہوں نے خلافت کے ڈھانچے کو بدلنے کی بات کی تھی۔
جاسوسی کا جال: الکواکبی کو شبہ تھا کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ ان کی وفات کے فوراً بعد ان کے گھر سے بہت سے اہم کاغذات اور مسودات غائب کر دیے گئے، جو آج تک نہیں مل سکے۔
جنازہ اور تدفین: ان کا جنازہ قاہرہ میں انتہائی شان و شوکت سے نکالا گیا جس میں مصر کے علماء، ادباء اور سیاسی رہنماؤں نے شرکت کی۔ انہیں قاہرہ کے مشہور قبرستان "قرافة باب الوزیر" میں دفن کیا گیا۔
ان کی قبر پر شاعرِ مشرق کے ہم عصر شاعر حافظ ابراہیم کے یہ مشہور اشعار کندہ ہیں جو ان کی زندگی کا خلاصہ ہیں:

هُنا رَجُلُ الدُنيا مَهبِطُ التُقى ---- هُنا خَيرُ مَظلومٍ هُنا خَيرُ كاتِبِ
قِفوا وَاِقرَؤوا أُمَّ الكِتابِ وَسَلِّموا ---- عَلَيهِ فَهَذا القَبرُ قَبرُ الكَواكِبي

’’یہاں دنیا کا وہ عظیم شخص ہے جہاں تقویٰ کا نزول ہوتا ہے۔. یہاں ایک بہترین مظلوم اور بہترین قلمکار آسودۂ خاک ہے‘‘
’’ٹھہر جاؤ! اور سورہ فاتحہ (اُمّ الکتاب) پڑھو اور ان پر سلام بھیجو، کیونکہ یہ قبر (عظیم مصلح) الکواکبی کی قبر ہے۔‘‘

حوالہ جات

1. عبد الرحمن الکواکبی نے صرف 47 سال کی عمر پائی، لیکن ان کے "طبائع الاستبداد اور ام القریٰ" میں درج افکار آج بھی دنیا بھر کے حریت پسندوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔
2. عبد الرحمن الكواكبي شهيد الحرية ومجدد الإسلام ، رفيق الفاخوری ، ص: 89 ، ناشر: دار المعارف،قاہرہ
3. تاريخ الفكر العربي الحديث، البرٹ حورانی ، ص: 178-185، ناشر: دار النہار، بیروت
4. الأعمال الكاملة للكواكبي، ڈاکٹر محمد عمارة ، ص: 433-437 ، ناشر: دار الشروق، قاہرہ

5. طبائع الاستبداد ومصارع الاستعباد ،عبد الرحمن الكواكبى، ص 105 ، ناشر: مؤسسة هنداوي ، قاہرہ
6. أم القرى، عبد الرحمن الكواكبى ، ص: 55-60، ناشر: دار الرائد العربي، بيروت
7. طبائع الاستبداد ومصارع الاستعباد ،عبد الرحمن الكواكبى، ص: 15-22 ، ناشر : مؤسسة هنداوي ، قاہرہ
8. دراسات عن الكواكبي، محقق: ڈاکٹر محمد عماره، ج 1، ص 145 ، ناشر: الہیئة المصرية العامة للكتاب
9. أم القرى، عبد الرحمن الكواكبى ، ص: 55-60، ناشر: دار الرائد العربي، بيروت
10. عبد الرحمن الكواكبي: شهيد الحرية ومجدد الإسلام، رفيق الفاخورى، ص: 165-172 ناشر: دار المعارف، قاہرہ
11. الديوان « مصر » حافظ ابراهيم ، هنا رجل الدنيا مهبط التقى